

خلافت علی کی وصیت

روح کون و مکاں حضور اکرم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق ہرگز ہر گز وصیت نہیں فرمائی۔ اس کے ثبوت کے لئے شیعہ کی معتبر ترین کتاب تلخیص الثانی مطبوعہ نجف اشرف مصنفہ (شیعوں کے) محقق طوسی امام الطائفہ جلد ۲ صفحہ ۳۷۲۔

وقد روی عن ابی وائل والحکیم عن علی ابن ابی طالب علیہ السلام انه قال لعل الاتوصی؟ قال ما اوصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاوصی ولكن قال ان اراد اللہ خیرا فیجمعہم علی خیرہم بعد نبیہم۔ الخ

یعنی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وچہدہ اکرم سے آخری وقت میں عرض کیا گیا کہ حضور اپنے قائم مقام کے لئے وصیت کیوں نہیں فرماتے؟ جواب میں فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے (جب) وصیت نہیں (کی) تو میں کیسے وصیت کروں۔ البتہ حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا ارادہ فرمایا تو میرے صحابہ کا اجتماع میرے بعد ان میں سب سے اچھے آدمی پر ہو جائے گا۔

اسی طرح ایک اور روایت بھی ملاحظہ ہو (یہی کتاب اسی صفحہ پر)

روای صعقۃ بن صوخان ان ابن ملجم لعنہ اللہ لما ضرب علیا علیہ السلام دخلنا علیہ فقلنا یا امیر المومنین استخلف علینا قال لا فاننا دخلنا علی رسول اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حین ثقل فقلنا یا رسول اللہ استخلف علینا فقال الا انی اخاف ان تفرقوا کما

تفرقت بنوا اسرائیل عن ہارون ولكن ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا اختارکم ۵

یعنی صعقہ بن صوخان روایت کرتے ہیں کہ جب ابن ملجم ملعون نے حضرت علی علیہ السلام کو زخمی کیا تو ہم حضرت شیر خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں تو اس کے جواب میں آپ نے فرمایا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا مرض جب زیادہ ہو گیا تو ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے لئے کوئی اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو تم اختلاف کرو گے۔ جیسا کہ بنی اسرائیل نے ہارون کے متعلق اختلاف کیا تھا لیکن یہ یقین رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں بہتری دیکھی تو تمہارے لئے خود ہی بہتر خلیفہ مقرر کر دے گا۔

ایک اور روایت بھی سن لیں۔ صفحہ ۱۷۱ (یہی کتاب)

وفی الخبر المروی عن امیر المومنین علیہ السلام لما قيل له الاتوصی؟ فقال ما اوصی؟ فقال ما اوصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولكن اذا اراد اللہ بالناس خیرا استجمعہم علی خیر کما جمعہم بعد نبیہم علی خیرہم ۵ (وہذا فی الثانی ص ۱۷۱)

یعنی حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی گئی کہ حضور آپ وصیت کیوں نہیں فرماتے؟ شیر خدا رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے وصیت نہیں فرمائی تھی تو میں کیسے وصیت کروں لیکن جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے گا تو ان کو ان میں سے جو اچھا اس پر اتفاق بخشنے گا۔ جیسا کہ نبی کریم کے بعد لوگوں میں سے جو اچھا تھا۔ اسی پر اجماع اور اتفاق بخشا تھا۔

یہی روایات شیعوں کے علم الہدیٰ نے اپنی کتاب شافی مطبوعہ نجف اشرف ص ۱۷۱ میں لکھی۔ اسی طرح ایک اور روایت بھی مطالعہ کیجئے! اسی صفحہ ۱۷۱ پر ہے۔

والمروى عن العباس انه خاطب امير المؤمنين في مرض النبي صلى الله عليه وسلم ان يسأل عن القائم بالامر بعده وانه امتنع من ذلك خوفا ان يصرفه عن اهل بيته فلا يعود اليهم بدار

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کی مرض کی حالت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ حضور سے پوچھ لیں کہ حضور ﷺ کے بعد کون امیر المؤمنین ہوگا تو حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس خوف سے نہ پوچھا کہ حضور ﷺ اپنی اہل بیت سے امیر المؤمنین نہ بنائیں گے (اور اس تصریح کی وجہ سے) پھر کبھی اہل بیت میں خلافت آ بھی نہ سکے گی۔

حضرت علی کا جواب

ملاحظہ فرمالیا آپ نے! یہ ہیں وصیت اور خلافت بلا فصل کے متعلق نصوص قطعیہ جن کی تکذیب کو نہ ختم ہونے والی اذاتوں میں بیان کیا جاتا ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اور فرمان بھی پڑھ لیجئے جو شیخ البلاغۃ خطبہ ۵ میں درج ہے۔ جس میں درج ہے کہ حضرت عباس اور ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی خدمت میں حضور اکرم ﷺ کی وفات کے دن حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ آپ کے ساتھ ہم خلافت کی بیعت کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں مولا علی نے فرمایا:

ايها الناس شقوا امواج الفتن بسفن النجاة وخرجوا عن طريق المنافرة وصنعوا تيجان المفاخرة افلح من نهض بجناح او استسلم فاراح (الاستخلاف) ماء آجن ولقم بغص بها اكملها ومجتنى الثمرة بغير وقت ابتاءها وكالزراع بغير ارضه فان اقل يقولوا حرص على الملك وان اسكت يقولوا جزع من الموت هيهاات بعد الدنيا والنبي والله لا بن ابي طالب انس بالموت من الطفل لئلا يامه

لوگو! تم فتنوں کی موجوں کو نجات کی کشتیوں کے ذریعے طے کرو اور منافرت و مخالفت کے طریقے بچھوڑ دو۔ تکبر کے تاجوں کو پھینک دو۔ جو شخص ہال و پر کے ساتھ بلند ہوا۔ وہ فلاح پا چکا، یا جس نے اطاعت کر لی، اس نے امن و امان حاصل کر لیا۔ مجھے خلیفہ بنانے کی پیشکش ایک مکدر پانی کی طرح ہے یا ایسا لقمہ ہے جو کھانے والے کے گلے میں پھنس جائے میرے خلیفہ بننے کا سوال ایسا ہے جیسے کوئی کچے پھل کو قبل از وقت توڑ لے یا جیسے کوئی دوسرے کی زمین میں کھیتی باڑی کرنے لگے۔ پس اگر میں تمہارے کہنے کے مطابق خلافت کا دعویٰ کروں تو قتلہ باز لوگ کہیں گے کہ اس نے ملک کے لئے لالچ کیا ہے اور اگر چپ

رہوں۔ تو یہی لوگ کہیں گے کہ موت سے ڈر گیا۔ حالانکہ موت کا خوف وغیرہ میری شان سے کس قدر بعید ہے۔ اللہ کی قسم علی ابن ابی طالب موت کو اپنی ماں کے دودھ کی طرف رغبت کرنے والے بچے سے بھی زیادہ پسند کرتا ہے۔

اس روایت نے بیعت میں توقف کرنے کا تحذیر بھی اڑا دیا۔ اس خطبے کو غلط ملط کرنے کے لئے شیعوں کے مجتہد اعظم نے انتہائی کوشش کی ہے مگر شیر خدا کا یہ واضح ارشاد نہیں چھپ سکا۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی خلافت حضور ﷺ کے بعد قبل از وقت کچے پھل توڑنے والے شخص کے مشابہ اور کسی دوسرے شخص کی زمین میں کھیتی باڑی شروع کر دینے والے کی مثل صرف اسی صورت میں ہی مقصود ہو سکتی ہے کہ ابھی ان کی خلافت کا زمانہ نہیں آیا۔ اور ابھی وہ خلافت کے حق دار نہیں ہوئے اور ڈر کی وجہ سے بھی بیعت کرنا واضح ہو گیا۔ کہ شیر خدا قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ میں موت سے نہیں ڈر سکتا۔ خدا کے شیر کی شان میں ایک اور خطبہ اسی تیج البلاغہ کا ملاحظہ فرماویں۔

اترا فی اکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لانا اول من صدقة فلا اکون اول من کذب علیہ فنظرت فی امری فاذا اطاعنی قد سبقت بیعتی واذا الميثاق فی عنقی لغيری O
یعنی تم میرے متعلق یہ گمان کرتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولوں۔ خدا کی قسم سب سے پہلے میں نے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی تھی۔ تو سب سے پہلے حضور ﷺ کو جھٹلانے والا میں نہیں ہو سکتا۔ میں نے اپنی خلافت کے بارے میں خوب سوچ سمجھ لیا ہے، پس میرے لئے اطاعت کرنا اس بات پر سبقت لے چکا ہے کہ میں لوگوں کو بیعت کرنا شروع کر دوں۔ جبکہ حضور ﷺ کا وعدہ دوسروں کی اطاعت کا میرے ذمہ لگ چکا ہے۔

بیعت صدیق کا وعدہ

اسی خطبہ کی شرح میں اہل تشیع کے علامہ ابن مثنیٰ صفحہ ۵۸ پر رقمطراز ہیں۔

فنظرت فاذا طاعنی قد سبقت بیعتی ای طاعنی لرسول اللہ فی ما امرنی بہ من ترک القتال قد سبقت بیعتی للقوم فلا سبیل الی الامتناع منها و قوله اذا الميثاق فی عنقی لغيری ای ميثاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعہدہ الی بعدم المشاققة وقيل الميثاق ما لزمہ من بیعة ابی بکر بعد ایقاعها ای فميثاق القوم قد لزمنی فلم یمكنی المخالفة بعدہ O

جس بارہ میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے امر فرمایا تھا کہ میں حضور ﷺ کے صحابہ کی مخالفت نہ کروں۔ مجھے حضور ﷺ کی اطاعت، اس قوم کے ساتھ بیعت کرنے سے پہلے ہی سے واجب ہو چکی تھی۔ تو مجھے ان کے ساتھ بیعت نہ کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی اور حضرت علی کا یہ فرمانا کہ میرے ذمہ دوسروں کی اطاعت کا وعدہ پہلے ہی سے لگ چکا تھا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میں حضور ﷺ کے عہد کی مخالفت نہ کروں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیعت کرنے کا وعدہ رسول اللہ ﷺ نے لیا تھا تو اس لازم شدہ وعدہ کے بعد تو میرے لئے ممکن نہ تھا کہ میں

ان کی مخالفت کروں۔

اب یہ کہنا کہ سیدنا علیؑ کرم اللہ وجہہ نے صرف ہاتھ سے بیعت کی تھی۔ دل سے نہیں کی۔ کس قدر لغو اور بے معنی تاویل ہے کیونکہ اس کا تو یہی معنی ہوگا کہ حضرت سیدنا علیؑ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور وعدہ کا ایفاء (معاذ اللہ) دل سے نہیں کیا تو اس سے زیادہ بھی کوئی کفر ہو سکتا ہے؟ کہ شیر خدا کے متعلق اس قسم کے اتہامات گھڑے جاویں اور یہ کہنا کہ شیر خدا نے ڈر کر بیعت کی تھی۔ کس قدر بیہودہ گوئی ہے۔ شیر خدا قسم اٹھا کر کہیں کہ میں نہیں ڈر سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے **وَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُوا اللَّهَ** (القرآن) یعنی اگر تم مومن ہو تو اللہ کے بغیر کسی سے نہ ڈرو۔ اور حضرت علیؑ فرمادیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان و حکم اور وعدہ کے تحت ان کی اطاعت اور ان کے ساتھ بیعت کر رہا ہوں۔ اور اس کے مقابل میں اس قسم کے ٹوکے اور تھینے شیر خدا کی شیریں اور دلیری کو چھپانے کی غرض سے پیش کئے جاویں۔ تو میں حیران ہوں کہ باوجود اس کے دعویٰ محبت و تولی کس نظر یہ کے تحت ہے؟ اگر تھوڑی دیر کیلئے ہم تسلیم بھی کر لیں کہ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف ہاتھ سے بیعت کی تھی اور دل سے نہیں کی تھی تو اس کا جواب بھی حضرت سیدنا علیؑ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی کلام فیض انجام سے سن لیں۔ دیکھئے **شیخ البلاغۃ خطبہٗ ۱۰ وناخ التوارخ** جلد ۳ کتاب ۲ صفحہ ۳۳، ۳۸۔

یزعم انه قد بايع بيده ولم يبايع بقلبه فقد اقر بالبيعة وادعى التولية فليأت عليها بامر

يعرف والا فليدخل في ماخرج منه الخ۔

یعنی زیر یہ خیال کرتا ہے کہ اس نے میرے ساتھ دل سے بیعت نہیں کی تو یقیناً بیعت کا تو اقرار کیا اور بیعت کرنے والوں کے زمرہ میں داخل ہو گیا۔ پس چاہئے کہ اس پر کوئی ایسی بات پیش کرے جس سے پہچانا جاسکے۔ الخ

سن لیا حضرات! صرف ہاتھ سے بیعت کرنے کی حقیقت۔ اگر شیر خدا کے نزدیک ہاتھ سے بیعت کرنا اور دل سے نہ کرنا بیعت کے حکم میں نہ ہوتا تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ”دادی الولیجہ“ کیوں فرماتے؟ اور اقر بالبیعت کا حکم کیوں لگاتے؟ (یعنی بیعت کنندگان کے زمرہ میں داخل ہونے کا اس نے دعویٰ کر لیا اور بیعت کرنے کا اقرار کر لیا)۔